2

اسلام اور احمدیت کے غلبہ کا ظہور جلد ہونے والا ہے

(فرمودہ 8 جنوری 1943ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں پاؤں کے درد اور شدید کھانسی کی وجہ سے زیادہ تو نہیں بول سکتا لیکن مَیں مختصر طور پر دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ میں جس مضمون کی طرف مَیں نے اشارہ کیا تھا اس کی ایک اور کَڑی آج پیدا ہو گئی ہے۔ اور وہ کڑی یہ ہے کہ گو مجھے پہلے سے اس کا علم تھا مگر پہلا علم قیاسی تھا اور ہو سکتا تھا کہ واقعات اس کے خلاف ہو جاتے۔ اس لئے مَیں نے اب تک اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں مَیں اپنے خطبہ میں یہ کہنے والا تھا کہ قمری سال بھی اس سال جمعہ سے شروع ہونے والا ہے لیکن چونکہ قمری سال یقینی نہیں ہوتا مہینہ 29 کا بھی ہو سکتا ہے اور 30 کا بھی۔ اور اس فرق کی وجہ سے جمعہ کے ساتھ بھی اگلا سال شروع ہو سکتا تھا اور ہفتہ کے ساتھ بھی۔ اس وجہ سے مَیں نے اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ گو بعض دوستوں نے مجھے پہلے بھی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے مگر آج جبکہ چاند نکل آیا ہے لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ امر خدا تعالیٰ کے فضل سے یقینی ہو گیا ہے کہ اس دفعہ قمری سال کی ابتدا بھی جمعہ سے ہو رہی ہے۔ اب گویا چار جمعے خاص خاص ایسے ایام کے جو اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس سال حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس سال ہمارا جلسۂ سالانہ جو حج کا ظل ہے باوجود اس کے کہ وہ جمعہ کے دن نہیں

ہونا چاہیئے تھا جمعہ کے دن سے ہی شروع ہؤا۔ اور یہ بات ہمارے اختیار سے نہیں ہوئی کہ کوئی کہہ دے ہم نے جان بوجھ کر جلسہ کو جمعہ سے شروع کر دیا۔ بلکہ گورنمنٹ کے ایک فیصلہ کی رُو سے جس میں رخصتوں کو اس سال محدود کر دیا گیا تھا ہمیں جمعہ کے دن سے اپنا جلسہ شروع کرنا پڑا۔ پھر شمسی سال بھی اس دفعہ جمعہ سے شروع ہؤا اور آج قمری سال بھی جمعہ سے شروع ہو رہا ہے۔

پھر اس میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ بالکل ممکن تھا کہ قمری سال گو جمعہ سے ہی شروع ہوتا مگر کسی اور مہینہ سے شروع ہوتا اور شمسی سال بھی گو جمعہ سے شروع ہوتا مگر اس کا آغاز اور مہینہ سے ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس دفعہ قمری اور شمسی دونوں سالوں کو ایک ہی مہینہ سے شروع کیا ہے۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں تھی کہ دونوں سال ایک ہی مہینہ سے شروع ہوتے۔ ہو سکتا تھا کہ گو قمری سال جمعہ کے دن سے شروع ہوتا مگر وہ مئی میں شروع ہوتا یا جون میں شروع ہوتا یا جولائی اور اگست میں شروع ہوتا لیکن اس سال کی خصوصیت یہ ہے کہ شمسی سال اور قمری سال قریباً قریباً برابر شروع ہو رہے ہیں۔ شمسی اور قمری سالوں میں دس گیارہ دن کا فرق ضرور ہوتا ہے۔ یعنی شمسی سال دس گیارہ دن بڑا ہوتا ہے اور قمری سال دس گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر اس دفعہ قمری سال ایسی تاریخ سے شروع ہؤا ہے کہ وہ شمسی سال کے اندر اندر ختم ہو جائے گا۔ اگر شمسی سال سے دو تین روز پہلے قمری سال کا آغاز ہو جاتا تو باوجود اس کے یہ قمری سال 19، 20 دسمبر کو ختم ہو جاتا۔ پھر بھی دو شمسی سالوں پر تقسیم ہو جاتا مگر اب جبکہ 8 تاریخ سے شروع ہؤا ہے یہ سال 29، 30 دسمبر کو ختم ہو گا۔ اور اس شمسی سال کے اندر ہی شروع ہو کر اندر ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کا کوئی حصہ شمسی سال کے باہر نہیں جائے گا۔ اس لئے یہ دونوں درحقیقت ایک سال ہی سمجھے جائیں گے۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ دونوں جمعہ کو شروع ہوئے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ دونوں ایک وقت کے اندر شروع ہوئے اور ایک وقت کے اندر ہی ختم ہو جائیں گے۔ سوائے اس وقت کے فرق کے جو قمری اور شمسی سالوں میں ہوتا ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ 10، 11 دن کا فرق دونوں سالوں میں ہمیشہ پایا جاتا ہے۔ اس فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہی سمجھا جائے گا کہ دونوں ایک وقت میں شروع ہوئے

اور ایک وقت میں ہی ختم ہوں گے۔
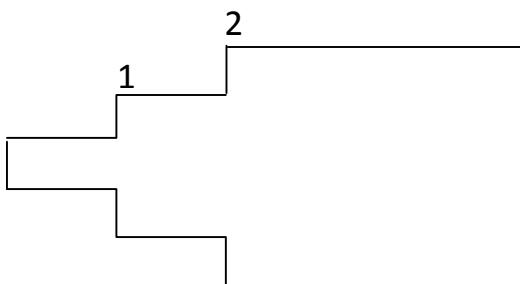
پس اس سال کو نہ صرف یہ خصوصیت حاصل ہے کہ شمسی سال بھی جمعہ کے دن سے شروع ہوا اور قمری سال بھی جمعہ کے دن سے شروع ہوا۔ بلکہ ایک زائد بات یہ بھی ہے کہ قمری اور شمسی دونوں سال ایک ہی زمانہ میں آگئے ہیں۔ اور دونوں سالوں میں لگاتار کئی مہینوں کا جو فرق تھا وہ جاتا رہا ہے۔ اور ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔ کم سے کم 33، 34 سال کے بعد ایک سال ایسا آتا ہے جس میں قمری اور شمسی دونوں سال اکٹھے شروع ہوتے اور قریباً اکٹھے ہی ختم ہوتے ہیں۔ مثلاً اس سے اگلا قمری سال ہی لے لو وہ دسمبر میں شروع ہو جائے گا اور پھر اگلے دسمبر کے ابتدائی ایام میں ختم ہو جائے گا اور دو سالوں پر مشتمل ہو گا۔

پس یہ بات کہ ایک ہی سال میں قمری اور شمسی دونوں سالوں کا آغاز ہو اور اسی سال کے اندر اندر دونوں ختم ہو جائیں ایسا بہت ہی کم واقع ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے 33، 34 سال کے بعد ایک سال ایسا آتا ہے۔ پس اس سال کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قمری اور شمسی دونوں سال اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اور دونوں کی ابتدا جمعہ سے ہوئی ہے۔ گویا اس طرح چار جمعے اکٹھے ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پانچواں جمعہ بھی میں نے بتایا تھا اور وہ جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ اور پھر آپ کی پیدائش کا دن بھی جمعہ ہی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ساتواں ہزار سال ہے۔ اور ساتواں دن اسلامی اور مذہبی اصطلاح میں جمعہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرنے کا کام جمعہ کو ختم کیا۔ ہفتہ پہلا دن ہوتا ہے۔ اتوار دوسرا، سوموار تیسرا، منگل چوتھا، بدھ پانچواں، جمعرات چھٹا اور جمعہ ساتواں۔ پس یہ ساتواں ہزار سال ہے اور ساتویں ہزار سال کے موعود کی پیدائش جمعہ کو ہی ہوئی ہے۔ پھر اس دفعہ کا حج ساتویں دن کو ہوا۔ اس دفعہ کا جلسہ احمدیہ بھی ساتویں دن شروع ہوا۔ اس سال کی ابتدا شمسی سال کے لحاظ سے بھی ساتویں دن کو ہوئی۔ اور اس دفعہ کے قمری سال کی ابتدا بھی ساتویں دن سے ہی ہو رہی ہے۔ پھر یہ دونوں شمسی اور قمری سال متوازی چل رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے الگ نہیں۔ بلکہ ایک سال دوسرے سال کے اندر ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے نہایت مبارک ایام کا اور اس کو دیکھتے ہوئے

ہم ہر گز نہیں کہہ سکتے کہ یہ اجتماع کوئی معمولی اجتماع ہے۔

مَیں نے آج ایک رؤیا بھی دیکھا ہے جس کے متعلق مَیں سمجھتا ہوں وہ اسی سلسلہ میں ہے۔ چنانچہ میں اس کو بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں یکدم قادیان سے کسی سفر کے ارادہ سے چل پڑا ہوں۔ چند آدمی میرے ساتھ ہیں مگر ایسے نہیں جو سیکرٹری وغیرہ کے طور پر کام کرتے ہیں بلکہ ایسے لوگ ساتھ ہیں جو عام طور پر جب کسی سفر پر جانا ہو تو ساتھ نہیں ہوتے۔ میرا ارادہ کسی لمبے سفر کا معلوم ہوتا ہے مگر قادیان سے رخصت ہونا یاد نہیں۔ بس ارادہ کیا اور ارادہ کرتے ہی چل پڑے۔ کچھ دور جا کر ہم ایک جگہ ٹھہر گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور ملک ہے۔ اور جیسے راستہ میں پڑاؤ کیا جاتا ہے اسی طرح ہم نے بھی وہاں پڑاؤ کیا ہے۔ وہاں کسی کے مکان کے سامنے ایک چبوترہ سا بنا ہوا ہے۔ وہ چبوترہ برابر ایک سا نہیں چلا جاتا بلکہ کچھ حصہ کم چوڑا ہے، کچھ اس سے کم چوڑا ہے اور کچھ حصہ زیادہ چوڑا ہے۔ عام طور پر جیسے شہروں میں لوگ بیٹھنے کے لئے چبوترے بنا لیتے ہیں اسی طرح وہ بھی ایک چبوترہ بنا ہوا ہے مگر اس کا جو اگلا حصہ ہے وہ چوڑا کم ہے اور لمبا زیادہ ہے مگر اس کے پیچھے جو جگہ ہے وہ اگلے حصہ سے کچھ چوڑی ہے۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب جو بقاپوری کہلاتے ہیں وہاں جماعت میں بطور مبلغ کے کام کرتے ہیں۔ مَیں مولوی صاحب پر کسی قدر خفا ہوتا ہوں کہ آپ کی طبیعت میں عجیب لاابالی پن ہے کہ آپ جماعت کے دوستوں کو مجھ سے ملاتے نہیں اور میرے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس طرف آپ کی ذرا بھی توجہ نہیں کہ جماعت کے دوستوں کو مجھ سے ملائیں اور میری ان سے واقفیت پیدا کرائیں۔ انہی باتوں میں نماز کا وقت آگیا اور میں وہاں نماز کے لے دو تین آدمیوں کو کھڑا دیکھتا ہوں۔ اس وقت میں ان سے کہتا ہوں کہ جماعت کے امیر کہاں ہیں، پریذیڈنٹ کہاں ہیں اور کیوں ایسی بے توجہی سے کام لیا گیا ہے کہ ان کو اس بات کا موقع ہی نہیں دیا گیا کہ وہ یہاں آئیں اور مجھ سے ملیں۔ مولوی صاحب اس کے جواب میں کہتے ہیں وہ اس وجہ سے خفا ہیں کہ مَیں اویس کی اولاد میں سے ہوں اور مجھے ملاقات میں مقدم نہیں کیا گیا۔ مَیں نے کہا وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ کا فرض تھا

کہ آپ مقامی آدمیوں کو ملاقات کا موقع سب سے پہلے دیتے۔ آپ تو ہمیشہ ملتے ہی رہتے ہیں۔ پھر مَیں نے انہیں کہا کہ آپ نے یہ ٹھیک نہیں کیا کہ انہیں ناراض کر دیا ہے۔ آپ ان کو بلوائیں تا کہ میں ان سے ملوں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ان کو بلایا۔ جب وہ آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کا لباس بالکل ایسا ہی ہے جیسے عربوں کا لباس ہوتا ہے اور سانولا سا رنگ ہے۔ خیر مَیں ان سے بڑے تپاک سے ملا ہوں اور ان سے باتیں کرتا ہوں تا کہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ اس کے بعد میری نظر تین چار اور دوستوں پر پڑی ان کا لباس بھی بالکل عربوں جیسا ہے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب مجھے ان سے بھی ملائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مجھے ان کے پاس لے گئے اور پھر بتانے لگے کہ یہ فلاں شہر کے ہیں، یہ فلاں شہر کے ہیں۔ تین چار ہی آدمی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک اور نظارہ دیکھا اور درحقیقت اسی لئے مَیں نے تفصیل بیان کی تھی کہ اس چبوترے کے پیچھے جو جگہ ہے وہ اگلے حصہ سے نسبتاً چوڑی ہے اور جہاں ہم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہیں وہاں سے وہ چبوترہ خم کھا کر ایک طرف مڑتا ہے۔ (وہ چبوترے اس شکل کے ہیں)

جگہ جگہ اس کا پہلا خم ہے جس پر نقشہ میں نمبر 1 لکھا ہے وہاں سے دو تین فٹ جگہ چوڑی ہو گئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس دو تین فٹ جگہ کے کونے میں دو ننگے آدمی جو بہت ہی موٹے تازے ہیں اور ان کے جسم ایسے ہی ہیں جیسے پہلوانوں کے جسم ہوتے ہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لنگوٹیاں کَسی ہوئی ہیں اور باقی تمام جسم ننگا ہے۔ اسی طرح انہوں نے سر مونڈا ہوا ہے اور تالو کی جگہ انہوں نے عجیب قسم کے کناروں والے بال رکھے ہوئے ہیں جیسے تبتی وغیرہ لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرز کے وہ معلوم ہوتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ

کنارہ کی طرف پیٹھ کر کے اور مُنہ دوسری طرف کر کے چھپے بیٹھے ہیں۔ مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ مولوی صاحب ان سے کیوں نہیں ملاتے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ جاپانی ہیں۔ مَیں حیران ہوتا ہوں کہ جاپانی ہی سہی مگر یہ چھپے کیوں بیٹھے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک لمبے قد کا آدمی ہے اور اس کا جسم نسبتاً پتلا ہے۔ یوں تو وہ بھی موٹا ہے مگر دوسرے کے مقابلہ میں پتلا معلوم ہوتا ہے اور دوسرا بہت ہی موٹا ہے اور اس کا جسم ایسا ہی ہے جیسے غلام پہلوان اور اسی طرح دوسرے بڑے پہلوانوں کے جسم بتائے جاتے ہیں۔ غرض مولوی صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ یہ جاپانی ہیں اور میں ان سے مذاقاً کہتا ہوں کہ کیا جاپانیوں سے مصافحہ کرنا منع ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مَیں نے ان میں سے ایک کے سر پر اس کے بالوں والی جگہ پر ہاتھ رکھا اور اس نے بہت ہی شرماتے ہوئے اور لجاتے ہوئے جیسے کوئی سخت شرمسار ہوتا ہے میری طرف اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے بڑھایا اور مَیں نے اس سے مصافحہ کیا۔ پھر مَیں دوسرے جاپانی کو کہتا ہوں کہ تم بھی مصافحہ کرلو۔ وہ بھی اسی طرح سر چھپائے بیٹھا ہے۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی اسے کہتا ہے کہ کرلو، کرلو۔ چنانچہ اس نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے اپنا ہاتھ ٹیڑھا کر کے آگے کیا۔ مَیں خواب میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کے ہاں مصافحہ کا رواج نہیں اس لئے اسے معلوم نہیں کہ مصافحہ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس پر اس کا دوسرا ساتھی اسے کہتا ہے کہ اس طرح مصافحہ نہیں کیا کرتے اس طرح کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اس کے ہاتھ کو مروڑا اور مَیں نے بھی اپنے ہاتھ کو چکر دے کر اس سے مصافحہ کیا۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گو اس کا مُنہ دوسری طرف ہے مگر وہ بھی چوری چوری کنکھیوں سے ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد مَیں وہاں سے نماز کی طرف آتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اب میں انگلستان کی طرف جانے والا ہوں۔ چونکہ وہاں انگریزوں سے ملنا ہے اس لئے کم سے کم درد صاحب کو مَیں تار دے دوں کہ وہ رستہ میں ہی مجھے آکر ملیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اس خواب میں بھی مختلف ممالک کے آدمیوں کو میں نے دیکھا ہے۔ عربوں کو دیکھا ہے، جاپانیوں کو دیکھا ہے۔ ان سے مصافحہ کیا ہے، ان کے حالات معلوم کئے ہیں۔ پھر اپنے

آپ کو ایک سفر پر جاتے دیکھا ہے اور آخر میں انگلستان جانے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ تمام امور تبلیغ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ممکن ہے جاپانیوں کی جو شرمندگی اور ندامت مجھے دکھائی گئی ہے اس کا مفہوم یہ ہو کہ ہمارے دو مبلغ جاپان میں رہے ہیں اور دونوں کے کام کے نتیجہ میں سوائے ایک شخص کے جو مشتبہ سا تھا اور کوئی احمدی نہیں ہوا۔ گویا جاپانیوں نے مذہب کی طرف بالکل توجہ نہیں کی مگر اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر اس قوم میں بھی ندامت پیدا ہوگی اور جب ان میں تبلیغ پر زور دیا جائے گا اور انہیں اسلام اور احمدیت کی طرف کھینچا جائے گا تو کچھ حصہ تو دلیری سے مصافحہ کر لے گا یعنی احمدیت کو قبول کر لے گا مگر کچھ حصہ اس شرمندگی اور ندامت کی وجہ سے دیر لگائے گا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کی مشیت میں جو کچھ ہے اس کا کسی قدر اجمالی علم ان جمعوں کے اجتماع سے حاصل ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے بعض نئے رستے کھلنے والے ہیں اور ہمیں ان رستوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ علم تو خدا تعالیٰ کو ہی ہے کہ کب اور کس کس رنگ میں اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے رستے کھلیں گے۔ اس بات کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ایک اور مضمون ہے جس کو مَیں ابھی بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا اور جس کی بناء پر مَیں سمجھتا ہوں کہ غالباً 1945ء اسلام اور احمدیت کے لئے کسی خاص ظہور کا سال ہوگا اور 1943ء اس ظہور کی بنیاد کا موقع ہوگا۔ لیکن ابھی مَیں اس مضمون پر غور کر کے صحیح طور پر نتائج اخذ نہیں کر سکا۔ اگر یہ نتیجہ صحیح نکل آیا تو تحریک جدید کا اختتام اس خاص ظہور والے سال سے اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مل جائے گا۔ اب تحریک جدید کا نواں سال ہے۔ 1944ء تحریک جدید کا دسواں سال ہوگا اور 1945ء اس کا خاتمہ ہے جو ایسا ہی ہوگا جیسے رمضان کے بعد عید آتی ہے۔ پس مَیں سمجھتا ہوں کہ 1945ء اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک خاص سال ہوگا اور اس میں اسلام اور احمدیت کے غلبہ کا ظہور شروع ہو جائے گا۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مَیں ابھی قطعی طور پر اس نتیجہ پر نہیں پہنچا۔ اگر یہ نتیجہ نکل آیا اور بعض اَور امور جو میرے ذہن میں ہیں ان کو سامنے رکھ کر اور آپس میں ان کا مقابلہ کر کے یہی نتیجہ نکلا تو پھر یہ ایک اور شہادت اس بات کی مہیا ہو

جائے گی کہ 1945ء ہمارے سلسلہ کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اور اگر یہ نتائج صحیح نکل آئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں جو ابھی تک نہیں سمجھی جا سکیں ان کا حل بھی نکل آئے گا۔ مگر ابھی ہم یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہم اس وقت جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ اس نئے سال میں جو بھی ظہور ہونے والا ہے۔ چاہے ظہور ہونے والا ہو یا اس کی بنیاد رکھی جانے والی ہو اللہ تعالیٰ اس بنیاد میں ہمارا بھی حصہ رکھے اور ہمیں اس ظہور کی برکات سے محروم نہ کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی حقیر اور ناتوان خدمت کے ساتھ اس بنیاد میں ایسا حصہ لینے والے ہوں جو ہماری یاد کو ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے دفتر میں قائم رکھے۔ اٰمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ۔"

(الفضل 7 فروری 1943ء)